OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

علوم اسلامیہ کی تدوین میں برصغیر کی خواتین کا کردار

Contributions of the Women's of the Subcontinent in Compilation of Islamic Studies

Ayesha Arooj

Doctoral Candidate Islamic Studies, University of Gujjrat

Dr. Arshad Munir Laghari

Professor of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan

Abstract

The compilation of Islamic studies includes the services of women of the subcontinent as well as women of the world, including Zeb-un-Nisa, daughter of Mughal King Aurangzeb Alamgir, and Mahmood-un-Nisa Begum of Hyderabad Deccan. He wrote a simple translation and commentary of the Holy Quran in two volumes which has its own distinct identity. Nawab Sikandar Jahan Begum, the ruler of Bhopal, had Sheikh Ahmad Daghestani translate the Quran into Turkish. His daughter and successor Nawab Shah Jahan Begum provided full financial support to Muhammadan Anglo Oriental College Aligarh. He had Maulana Jamaluddin, the Minister of State for Bhopal, translate the Holy Quran into Pashto. He authored a book, Madarij-ul-Quran, which was published in 1935 from Bhopal. This commentary of Surah Yusuf by Rani Gul Badan Begum has been written in Urdu with Arabic text and translation. This commentary was initially published in Oriental College Magazine, Punjab University, Lahore. It was later published in a book form from Lahore in 1933. Begum Noor Mahal belonged to the Hatim Khan dynasty of a Bengali family. Nadeem Sehar Umbereen wrote a

CC BY

dissertation on Women and Services of the Qur'an and received her PhD from Jamia Millia Islamia, New Delhi. Written by Dr. Najma Sultana Sahiba in her book "The Importance of Education in Islam and the Role of Women", the book focuses on 9 topics. The role of women in Ghazwaat Nabavi, women's scholarly achievements, the concept of women's education in Islam, the importance of girls' education in Islam, women's scholarly literary social services, some important sources and references "and many other important topics. - At the same time, for her PhD degree from Maulana Azad National Urdu University, India, she wrote her dissertation entitled "The Educational Position of Muslim Women". Syed Sardar Begum's name is Akhtar. Allama Iqbal had a profound effect on her speech. She was a poetess. Nearly all genres of ghazals, qasids, mukhmas, mutman, masdas, rubai, quatas, masnavi and manaqib are found. There are 184 ghazals in her divan. Due to his keen interest in reading, his library was full of books on science and art and he was also interested in music. He has also written essays on Sufism, ethics and advice in poetry.

Key Words: Contributions, Women, Subcontinent Islamic Studies

تمہید

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کیا تو بے شمار نعمتوں کے ساتھ عقل جیسی نعمت عطا کی اور اس کے ساتھ علم دیا تا کہ انسان دنیا کے اندھیروں میں بھٹکتا نہ رہے۔ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اور علم جیسی نعمت سے روشناس کروانے کے لیے ہر دور میں پیغمبر بھیجے اور آسمانی کتابیں نازل کیں تا کہ لوگوں کو علم کے نور سے منور کریں۔ یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے لوگوں کی ہدایت کے لیے قرآن مجید نازل کیا، جس میں انسان کو دنیا بنانے کا مقصد بتانے کے ساتھ ساتھ قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے ہر قسم کے حقائق کا علم جمع کر دیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو ہر قسم کے علوم پر محیط ہے، اور ہر قسم کی علوم وفنون کی جامع ہے، قرآن مجید میں کئی جگہ پر اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ[1]

اور ہم نے آپ پر وہ عظیم کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر چیز کو بڑا واضح بیان کرتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے۔ چنانچہ ساری کائنات کے ایک ایک ذرے کا علم قرآن مجید میں موجود ہے۔ ایک اور جگہ

قرآن میں ارشاد فرمایا: **وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا**[2]

اور ہم نے (قرآن میں) ہر چیز کو پوری تفصیل سے واضح کر دیا ہے۔

اور پھر آہستہ آہستہ انسان علم سے فیض یاب ہونے لگا، اور ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا۔ علم کی بدولت ہی مسلمانوں نے دین کے لئے بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ چونکہ قرآن مجید میں زندگی کے ہر شعبے کا احاطہ کیا گیا ہے اس لیے تمام علوم اسلامیہ گویا اسلام کے ساتھ ساتھ پیدا ہوئے اِس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے ابتدائی اصول قرآن پاک سے ماخوذ ہیں، اور قرآن مجید نے ہی ان کی طرف رہنمائی فرمائی۔ فقہ، قصص اور علم الکلام وغیرہ قرآن مجید سے ماخوذ کئے اُس کے علاوہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرائض اور اعمال کا بیان فرمایا لیکن اس کا طریقہ آپ ﷺ کے عمل پر منحصر تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس ضرورت کے پیش نظر آپ ﷺ کے اقوال وافعال کے متعلق روایتوں کو جمع کرنے کے متعلق توجہ دی گئی۔ اور پھر رفتہ رفتہ علم قرآن، حدیث، سیرت، اسماء الرجال، علم الدرایۃ ہوئے جس محنت، کوشش اور احتیاط کے ساتھ مسلمانوں نے آپ ﷺ کے اقوال و افعال جمع کئے اس کی مثال دنیا کی کسی قوم میں نہیں ملتی۔ ایک مدت تک تمام اسلامی علوم کی کسی قسم کی تدوین وتربیت نہیں ہوئی۔ لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب اسلام مختلف علاقوں میں پھیلنے لگا اور ہزاروں مسائل رواج پانے لگے تو اسلامی علوم کی تدوین وترتیب کی شدت سے ضرورت محسوس کی گئی۔

اسلام کے اعلان سے قبل عرب معاشرہ جہالت میں ڈوبا ہوا تھا، ایک ایسا معاشرہ جو ہر قسم کی پڑھائی سے محروم تھا۔ اہلِ عرب اُس دور میں کسی بھی مہذب معاشرے میں شمار نہ ہوتے تھے۔ اسلام کے ابتدائی سالوں میں اتنے مصائب تھے کہ تعلیم کا سلسلہ زبانی چلتا رہا، صحابہ کرام جو کچھ حضور ﷺ سے سنتے اس کو زبانی یاد کر لیتے۔ مگر ساتھ وہ صحابہ جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے وہ قرآنی آیات کو اپنی آسانی کے لیے مختلف اشیاء پر لکھ بھی لیتے تھے۔ باقاعدہ پڑھائی لکھائی کا کوئی نظام موجود نہیں تھا۔

برصغیر پاک وہند کا خطہ علمی معرفت کے طور پر جانا جاتا ہے۔ دنیا بھر سے اہل علم حضرات یہاں تشریف لائے اور یہاں کے باشندوں نے بھی ان سے استفادہ کرتے ہوئے مختلف علوم فنون کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ میں کی ترویج واشاعت میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ علوم اسلامیہ کی تدوین میں جہاں برصغیر پاک وہند کے مردوں نے کام کیا ہے وہیں خواتین نے بھی دلچسپی دکھائی۔

زیب النساء

آپ مشہور مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کی بیٹی تھی۔ 1639ء میں پیدا ہوئی۔[3] علمی گھرانے میں پرورش پائی۔ علوم وفنون سے گہری دلچسپی رکھنے والی تھیں۔ آپ کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی تحریر کرتے ہیں۔

شہزادی زیب النساء حافظہ قرآن ہونے کے ساتھ عربی وفارسی پر بھی عبور رکھتی تھی۔ شعر وشاعری کا ذوق بھی تھا۔ خطاطی میں نستعلیق وشکستہ کی ماہر تھی۔ زیب النساء نے کلام پاک مریم زمانی کی سرپرستی میں حفظ کیا۔ اس کے علاوہ ملاجیون امیٹھوی سے کتب درسیہ پڑھیں۔ شعر وانشاء کی تعلیم شیخ محمد مازندانی سے حاصل کی اور خطاطی میں نامور خطاط عبد الرشید دیلمی سے استفادہ کیا۔ زیب النساء کے معلموں میں شیخ محمد سعید مازندرانی ایک ایسے معلم تھے جو بیک وقت فقہ، اصول فقہ اور علم حدیث کے ساتھ ساتھ شعر وشاعری نیز فن خطاطی میں کمال رکھتے تھے۔ زیب النساء ایک علم دوست خاتون تھیں۔ علم کے فروغ اور اہل علم کی سرپرستی وہمت افزائی کیا کرتی تھیں۔[4]

زیب النساء نے ایک قیمتی کتب خانہ (لائبریری) بھی قائم کرر کھا تھا، جس میں مختلف علوم وفنون کی بہت سی نایاب کتابیں موجود تھیں۔ تاریخ دانوں نے زیب النساء کی علم تفسیر کے ساتھ دلچسپی کو ظاہر کیا ہے اور ایک تفسیر "زیب التفاسیر "کے نام سے ان کی طرف سے منسوب کی ہے۔ یہ کتاب ان کی تصنیف کردہ نہیں ہے بلکہ آپ نے صفی الدین ولی قزوینی سے لکھوائی تھی۔[5] کہا جاتا ہے کہ کتاب امام رازی کی تفسیر کبیر کا فارسی ترجمہ ہے۔ اور ڈاکٹر ظفر اسلام کہتے ہیں کہ یہ محض ترجمہ نہیں بلکہ ضخیم تفسیر معلوم ہوتی ہے۔[6]

صفی الدین ولی قزوینی نے اس تفسیری کام کو چھ سال 1670ء تا 1676ء میں مکمل کیا۔ جس کا تذکرہ انہوں نے اپنی کتاب انیس الحجاج میں بھی کیا ہے۔ ڈاکٹر علاؤالدین لکھتے ہیں کہ " اس کتاب کی تکمیل کے بعد وہ شہزادی کی اجازت سے سفر حج پر گئے تھے اور شہزادی نے انہیں اس کے لئے ایک خطیر رقم بھی دی تھی۔"[7]

محمود النساء بیگم

محمود النساء بیگم ایک باصلاحیت اور نہایت متقی خاتون تھیں۔ وہ حیدر آباد دکن کے ایک علمی گھرانے میں 1898ء میں پیدا ہوئیں اور 1965ء میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ بچپن سے ہی قرآن فہمی کا ذوق رکھتی تھیں۔ انہیں کئی زبانوں پر مہارت حاصل تھی۔ جن میں عربی، فارسی، اردو اور انگریزی بطور خاص شامل ہیں۔ ان کا مطالعہ علوم اسلامیہ پر کافی وسیع تھا۔ اردو زبان کی اولین مفسراتِ قرآن میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی اشاعت میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا۔ موصوفہ نے قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر لکھاہے اور اس کا نام تفسیر قرآن مجید مع ترجمہ احکام قرآن بہ اردو رکھاہے۔ بعد میں اس کو اور آسان کر کے اس کا نام آسان ترجمہ وتفسیر قرآن مجید رکھا گیاہے۔ اس ترجمہ اور تفسیر کی خاص بات یہ ہے یہ کسی خاتون کی طرف سے سب سے پہلا مکمل ترجمہ وتفسیر ہے۔ اس کے سرورق پر اس کا تعارف اس طرح کرایا گیا" قرآن مجید کا ایک ایسا مکمل ترجمہ وتفسیر، جسے دنیا کے کتب خانوں میں خواتین کے قلم سے تراجم وتفاسیر میں اولیت حاصل ہے، جو عام فہم انداز، آسان ترجمہ، مختصر تفسیر اور معتبر روایات کا حسین مرقع ہے"۔

اس تفسیر کو چار سال قبل مولانا سراج الہدیٰ ندوی ازہری نے انتہائی خلوص اور محنت کے ساتھ تحقیق کر کے دو جلدوں میں شائع کیا۔ آپ کے ترجمہ وتفسیر کو متعدد مستند علماء کرام نے سراہاہے۔

محمود النساء بیگم صاحبہ نے اس تفسیر کی تمہیدی گفتگو میں اس کی غرض وغایت اور ضرورت واہمیت کے بارے میں لکھتی ہیں کہ "اس تفسیر کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ قرآن نہیں پڑھ سکتے مگر اردو میں خاصی مہارت رکھتے ہیں وہ کم از کم اپنی مادری زبان ہی میں پڑھ کر واقف ہو سکیں کہ کلام الٰہی میں ہمارے لئے کیا احکام آئے ہیں۔" کسی خاتون کی طرف سے اس طرح کا مستند ترجمہ وتفسیر منصۂ شہود پر آنا واقعی ایک بڑا کارنامہ ہے امید ہے یہ مبارک سلسلہ جاری رہے گا۔

نواب سکندر جہاں بیگم

ریاست بھوپال کی حکمراں نواب خواتین نے علوم اسلامیہ کی سرپرستی کی مثال قائم کی ہے۔ انہوں نے دل کھول کر تعلیمی اداروں کی مالی امداد کی ہے اور خطیر سرمایہ فراہم کر کے متعدد علمی کام کرائے ہیں۔ نواب سکندر جہاں بیگم (م1808ء) نے شیخ احمد داغستانی سے ترکی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کروایا۔

ان کی صاحبزادی اور جانشین نواب شاہ جہاں بیگم نے محمڈن اینگلو اورینٹل کالج علی گڑھ سے بھرپور مالی تعاون کیا۔ انہوں نے مولانا جمال الدین وزیر ریاست بھوپال سے پشتو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کروایا۔[8] انہوں نے ایک کتاب مدارج القرآن کے نام سے تصنیف کی تھی جو 1935ء بھوپال سے شائع ہوئی تھی۔[9]

ان کی صاحبزادی اور جانشین نواب سلطان جہاں بیگم نے متعدد دینی درس گاہوں اور تعلیمی اداروں کو مالی امداد فراہم کی، جن میں علی گڑھ، دیوبند اور ندوہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔[10] انہوں نے ہی سیرۃ النبی کی تالیف کے لیے علامہ شبلی نعمانیؒ کو گراں قدر مالی تعاون دیا۔[11]

رانی گل بدن بیگم

رانی گل بدن نے سورۃ یوسف کی تفسیر تحریر کی۔ یہ تفسیر عربی متن اور ترجمہ کے ساتھ اردو زبان میں لکھی گئی۔ یہ تفسیر ابتداء میں اورینٹل کالج میگزین، پنجاب یونیورسٹی لاہور سے شائع ہوتی رہی تھی۔ بعد میں 1933ء کو لاہور سے ایک کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔[12]

بیگم نور محل

بیگم نور محل ایک بنگالی خاندان حاتم خاں راج شاہی سے تعلق رکھتی تھیں۔ انہوں نے تیسویں سپارے کا منظوم ترجمہ کیا تھا۔ یہ منظوم ترجمہ قرآن مکل" کے نام سے 1940ء میں کوہ نور الیکٹرانک پریس، چٹاگانگ سے شائع ہوا۔[13] اس ترجمہ کو قارئین میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی، چنانچہ اس کے پے درپے ایڈیشن شائع ہوئے۔[14]

خواتین کے ذریعہ علم کی سرپرستی

فروغِ علم کا ایک اہم ذریعہ یہ ہے کہ تعلیم وتربیت کے لیے مکاتب، مدارس، رباطات، ادارے اور مراکز قائم کیے جائیں، ان کے لیے اوقاف خاص کیے جائیں، ان میں تعلیم دینے والوں کے لیے وظائف مقرر کیے جائیں اور تعلیم حاصل کرنے والوں کے مصارف برداشت کیے جائیں۔ جن لوگوں نے خود کو علمی کاموں کے لیے وقف کر رکھا ہوا نہیں معاشی تنگ ودور کرنے سے آزاد رکھا جائے۔ اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ حکمراں طبقے سے تعلق رکھنے والی اور دولت وثروت سے بہرہ ور خواتین نے ہر دور میں یہ خدمات انجام دی ہیں۔

آسان ترجمہ وتفسیر قرآن مجید[15]

ترجمہ وتفسیر: محمود النسا بیگم (1898ء-1965ء)

قرآن مجید آخری الہامی کتاب ہے۔ اس کے متعدد زبانوں میں تراجم اور تفاسیر کثرت سے موجود ہیں، لیکن وہ عموماً سے مردوں ہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ لیکن ترجمہ اور تفسیر قرآن کی خدمت سرانجام دینے والی خواتین کا ذکر کم وبیش ہی نظر آتا ہے۔ خواتین کے قلم سے قرآن حکیم کے بعض اجزاء کی تفاسیر موجود ہیں، لیکن مکمل قرآن کا ترجمہ اور تفسیر کرنے کا شرف محترمہ محمود النساء بیگم کو حاصل ہوا ہے۔ یہی ترجمہ وتفسیر اس وقت زیر بحث ہے۔

"آسان ترجمہ و تفسیر قرآن" ایک خاتون کے جنبش قلم کا نتیجہ ہے، جس کی اپنی بے شمار خصوصیات ہیں، مصنفہ نے آسان انداز میں فہم قرآن کے لیے کوشش کی ہے تاکہ عصر حاضر میں کتاب الٰہی سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جاسکے۔ بقول مفتی محمد سراج الہدی ندوی ازہری: "ایک علمی و تحقیقی جائزے کے بعد راقم سطور یہ کہنے کی جرأت کر رہا ہے کہ ابھی تک مکمل قرآن کریم کے جتنے بھی ترجمے و تفاسیر کسی بھی زبان میں منظر عام پر آئے ہیں، وہ مرد حضرات کے قلم سے ہیں، ہاں !علمی دنیا میں ابھی تک تین خواتین کے نام آئے ہیں جنہوں نے پورے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر پیش کیا ہے، جن میں سب سے پہلا نام محمود النساء بیگم کا ہے، دوسرا نام زینب الغزالی کا ہے، اور تیسرا نام ثریا شحنہ کا ہے"[16] لیکن اس کے علاوہ بھی متعدد خواتین ہیں جنھوں نے اس طرح کے اہم کارنامے سر انجام دیئے ہیں، تحقیق و جستجو ایک سفر لامتناہی ہے، جس کی کوئی انتہاء نہیں، مزید سفر کی گنجائش موجود رہتی ہے۔ اس تحقیقی کام کو شب روز محنت کے بعد منظر عام پر لانے والی ڈاکٹر ندیم سحر عنبریں بھی ایک خاتون ہیں، جنہوں نے "تفسیر و علوم قرآنی میں خواتین کی خدمات" پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری شعبۂ اسلامیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ سے حاصل کی ہے، ان کی تحقیق کے مطابق مذکورہ بالا خواتین کے علاوہ

i. نائلہ ہشام صبری کی اردو "تفسیر المبصر لنور القرآن" 16 جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔
ii. ماجدہ فارس الشمری کی تفسیر "التوضیح والبیان فی تفسیر اٰی من القرآن" 8 جلدوں میں چھپی۔
iii. فوقیہ ابراہیم الشربینی کی تفسیر "تیسیر التفسیر" 4 جلدوں میں قاہرہ مصر سے شائع ہوئی۔
iv. سمرا کورون نے "تفسیر القاری" ترکی زبان میں 13 جلدوں میں تحریر کی۔[17]

ان کی تحقیق کے مطابق مکمل قرآن کریم کا ترجمہ کرنے والی یا ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنے کا فریضہ سر انجام دینے والی بھی متعدد خواتین ہیں اور بعض وہ بھی ہیں جنہوں نے یہ اہم کام کسی دوسرے سے بھی کرایا ہے۔

مصنفہ کی دوسری کتاب "قرآنیات میں خواتین کے تحقیقی مقالات" کے نام سے طبع ہو چکی ہے، جو اس اہم عنوان پر معلومات کا خزینہ اور ایک علمی فہرست کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، مصنفہ نے اس کتاب میں خواتین کے 700 تحقیقی مقالات اور قرآن کریم کے بعض عنوانات پر کام کرنے والی خواتین کی خدمات کا تذکرہ ہے۔ قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو اپنی اصل شکل میں باقی اور محفوظ ہے، اس پر تحقیقات و تشریحات کا لامتناہی ایک سلسلہ ہے، اگر ایک طرف دیکھیں تو مخالفین اس موضوع پر کام کرتے نہیں تھکتے، دور رسالت ﷺ سے ہی انہوں نے اس کی سحر بیانی اور اعجاز قرآنی کو چیلنج کرنا شروع کر دیا تھا، لیکن ماضی میں بھی وہ اپنے مذموم مقاصد میں ناکام ہوئے اور اب بھی نامراد ہونگے۔ مشرکین عرب تو اس کی اس کلام الٰہی کے اعجاز و بیان اور اس کی اثر آفرینی سے واقف تھے، یہی وجہ ہے کہ وہ ناکامی و نامرادی کے بعد یہ کہتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ [18]

اور کافروں نے کہا: اس قرآن کو نہ سننا، اور اس کے باب میں غل مچاؤ، تاکہ تم غالب آسکو۔

ان کا انداز بالکل ان یہود کی طرح ہے جو دین اسلام اور خاتم النبیین ﷺ کی حقانیت سے اپنی کتاب کی بنا پر واقف تھے جسے قرآن حکیم نے بیان کیا ہے۔

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ[19]

جنہیں ہم نے کتاب دی تھی، وہ اس (قبلہ کو اور رسول کو بھی) اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح یہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، لیکن ان کا ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

دین اسلام سے بغض وحسد کے پیش نظر وہ تورات کی واضح بشارتوں کی فاسد توجیہات کیا کرتے تھے اور یہ دعویٰ کرتے تھے کہ خبر تو ہماری کتاب میں بیان کی گئی ہے مگر اس سے اس دین کا پیروی لازم نہیں۔ عرب کے ایک بڑے فصیح و بلیغ نکتہ داں کی قرآن حکیم کے مقابل بے بسی و بے کسی کو خود قرآن مجید نے اس انداز سے بیان کیا ہے کہ جب اس سے کچھ نہ بن پڑا تو اس نے کہا کہ یہ قرآن مجید تو جادو ہے۔

إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۔فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۔ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۔ ثُمَّ نَظَرَ۔ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۔ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۔فَقَالَ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ۔ إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔[20]

سوچ میں پڑا اور منصوبے بنائے، اس پر خدا کی مار پڑے، کیسے اندازے لگاتا رہا، پھر غور میں ڈوب گیا، اور منہ بسور لیا، اس کا چہرہ فق ہو گیا، پھر پیچھے پلٹا، اور تکبر کا رویہ اختیار کرتے ہوئے کہنے لگا: یہ ایک جادو ہے، جو کہیں سے نقل کیا جارہا ہے، یہ تو انسان کا کلام ہے۔

انہی کی وراثت مستشرقین کے حصے میں آئی، ان کی جب ساری چالیں ناکام ہو گئیں تو ان لوگوں نے تحریف معنوی تحریف کا آغاز کر دیا۔ جس کے اثرات مسلمانوں ایک جماعت پر نمودار ہوئے۔ ان کی ایک جماعت نے قرآن حکیم کے معانی ومفاہیم کی خود ساختہ تاویلات و توجیہات گھڑنے کو اپنا مشغلہ بنالیا، قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے، جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[21]

قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لے کر اس کو لفظی و معنوی ہر قسم کی تحریفات سے محفوظ بنادیا ہے۔ خواتین اسلام کے قلم سے لکھی جانے والی تفسیریں اور ان کی قرآنی خدمات اسلام میں خواتین کی تعلیمی تحریک اور مسلمان عورت کو تعلیم و تصنیف اور اصلاح معاشرہ سے دوری کا طعنہ دینے والوں کے لیے ایک طاقتور و مدلل جواب ہے، مسلم خواتین کی قرآن و حدیث کی خدمات کے اعتراف میں یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ قرآن وسنت کی تعبیر و تفہیم میں مسلمان عورت مردوں سے پیچھے نہ ہے اور اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ جو عزت خواتین کو اسلام نے دی ہے۔ دیگر مذاہب میں اس کو وہ مقام و مرتبہ نظر نہ آئے گا۔ اسی طرح مسلم خواتین کی علمی تحریک اور ان کے علمی مقام سے ہر طرح کا غبار دھل جائے گا۔ اس ترجمہ و تفسیر کے محرک کے بارے مصنفہ یوں رقمطراز ہیں:

عربی نہ سمجھنے والوں کے لیے باترجمہ قرآن شریف بہت ہیں، مگر عربی کے احترام کی وجہ سے ہر کس وناکس کا ان کو چھونا یا پڑھنا، یا بے محل حمل و نقل، بے ادبی سے خالی نہیں، بے تکلفی سے ہر شخص پڑھ نہیں سکتا،

دنیوی امور میں سینکڑوں دشوار گزار راستے انسان چلتا ہے، لیکن مذہبی امور میں ذراسی مشکل مل جائے تو حیلہ جوئی کرتا ہے؛ اس لیے آسان سے آسان تر طریقہ سے مسلمانوں کی سمجھ میں اپنا مذہب آجائے، بس یہی گنہگار کا مقصد ہے، محض ان سہولتوں کا لحاظ کرنے اور نہ پڑھنے کے عذرات کو دور کرنے کی غرض سے یہ ترجمہ لکھا گیا ہے، چنانچہ اس کی اشاعت کے جواز کا فتوی دار القضاء و دار الافتاء دارالعلوم قادریہ عالیہ بدایوں سے حاصل کیا گیا۔[22]

اسلوب تحریر

عصر حاضر کے اعتبار سے مصنفہ کا انداز بیان نہایت شاندار ہے، مصنفہ نے بامحاورہ ترجمہ کیا ہے، محترمہ نے دوران ترجمہ بین القوسین میں نہایت مفید وضاحتیں بھی بیان کی ہیں۔ مصنفہ نے اس کے تفسیری حواشی مختصر اور حشوزوائد سے محفوظ اور عوام الناس کی فطری ضرورت کا لحاظ رکھتے ہوئے تیار کیے ہیں، آپ کے ترجمہ کی حیثیت مسلّمہ ہونے کے باوجود وضاحت کی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ مطالعہ سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ترجمہ کرتے ہوئے شیخ الہند کے ترجمہ اور حواشی کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس لیے اس کو شیخ الہند کے ترجمہ کی تسہیل قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ تحقیق و تعلیق کے مطابق آپ کے ترجمہ و تفسیر کو خواتین کے تراجم و تفسیر میں مقام اولیت حاصل ہے۔

آپ کے ترجمہ و تفسیر کی اہم خصوصیات میں سے یہ ہے کہ اس کا عام فہم انداز، بہت آسان اور تفسیر نہایت مختصر اور ضرورت کے مطابق ہی کی گئی ہے، غیر ضروری ابحاث سے اجتناب کا رویہ اپنایا گیا ہے، تفہیم کے پہلو کو پیش نظر رکھا گیا، معتبر روایات سے استفادہ کیا گیا ہے، طوالت کا خوف سے بعض اقتباسات پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے۔

اس اہم تحقیق کو عوام الناس میں متعارف کروانے کے لئے مفتی محمد سراج الہدی ندوی نے تحقیقی کوشش کی ہے، اور تعلیقات بھی درج کیے ہیں۔ آپ کی خدمت قرآن کے اہم نکات کو اختصار کے ساتھ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

1. مصنفہ کے تفسیری حاشیہ جات میں حوالہ جات کا فقدان تھا، محقق نے حوالہ جات لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔
2. بوقت ضرورت حواشی میں (ابویحیی) کی صراحت کے ساتھ مفید اضافے کیے گئے ہیں۔
3. محقق نے مؤلفہ کے حواشی میں مذکور مشکل الفاظ کی ضرورت کے مطابق وضاحت کی گئی ہے۔
4. سورتوں کا جامع اور مختصر انداز میں تعارف پیش کیا ہے۔
5. اس کے طبع اول میں متن قرآن اورآیات کے نشانات پر نمبرات نہ تھے، اس لیے محقق نے جمہور علماء کے مطابق تفسیر میں متن کو شامل کیا ہے اور متن وترجمہ دونوں جگہ نمبرات درج دیئے ہیں۔
6. محقق نے عبارت میں کچھ ردوبدل اور اضافہ جات بھی کیے ہیں، جس کی وجہ سے عبارت میں مزید حسن پیدا ہوا۔
7. غیر مانوس الفاظ کو آسان الفاظ میں تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے۔
8. طویل حواشی کو آیات کے اعتبار سے الگ الگ کیا گیا ہے۔
9. بعض نامکمل حواشی کی تکمیل کی ہے۔
10. بعض الفاظ کے قدیم رسم الخط کو اس عہد کے اعتبار سے تبدیل کیا ہے۔

11. محقق اول نے رموز کتابت کا اہتمام کیا ہے۔ سب سے اہم کام حواشی و تشریحات میں حوالہ جات رقم کئے، جس کی وجہ سے اس کے استناد و اہمیت میں مزید اضافہ ہوا۔

یہ ترجمہ و تفسیر دو جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی 688 صفحات پر مشتمل ہے، جلد اول سورہ فاتحہ تا سورہ کہف پر مشتمل ہے، جبکہ دوسری جلد 996 صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد میں سورہ مریم تا سورۃ الناس کا ترجمہ و تفسیر ہے، ابتدا میں تقریبا 60 صفحات پر مقدمہ پر مشتمل ہیں۔ جس میں محقق کا مقدمہ، مؤلفہ کا تعارف اور مقدمہ ہے، مصنفہ کے تفسیر و ترجمہ پر نامور شخصیات کے مقدمات، تاثرات اور تقریظات ہیں۔

خواتین اور خدمت قرآن[23]

مصنفہ: ندیم سحر عنبریں

زیر تعارف کتاب کی مصنفہ ڈاکٹر ندیم سحر عنبریں علمی دنیا میں نووارد ہیں۔ آپ نے جامعۃ الصالحات سے عالمیت کی تکمیل کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ سے بی اے اور ایم اے کیا ہے اور جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ یہ کتاب در حقیقت ان کی پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے، جسے انہوں نے بڑی محنت اور جاں فشانی سے ترتیب دیا ہے اور ایک منفرد و بالکل نئے موضوع پر معلومات کی فراہمی میں کوہ کنی سے کام لیا ہے۔ مصادر و مراجع کی فہرست پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ہر اس پتھر کے نیچے جھانکنے کی کوشش کی ہے جہاں سے انہیں کسی چیز کے حصول کی امید نظر آئی ہے۔ کتاب کے شروع میں مصنفہ کے پیش لفظ سے قبل مقدمہ، تقدیم اور تعارف کے عنوان سے بالترتیب پروفیسر محمد اسحاق[24] ڈاکٹر محمد اکرم ندوی[25] اور ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی[26] کی قیمتی تحریریں شامل ہیں، جن میں موضوع کی اہمیت و انفرادیت اور کتاب کے مشتملات کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی کے اس قول سے شاید ہی کسی کو اختلاف ہو کہ "طبقۂ نسواں کے ساتھ بے انصافی انسانی تاریخ کا وہ المیہ ہے جسے چھپایا نہیں جاسکتا، عورت نے دنیا کے ہر علاقے، ہر تہذیب اور ہر دور میں جس توہین و تذلیل کا سامنا کیا ہے، جس طرح صبر کے ساتھ اپنی حق تلفی برداشت کی ہے، اپنی صلاحیتوں کو زیادتیوں کی بھینٹ چڑھائی ہے اور خود کو مار کر مردوں کو باوقار کیا ہے وہ ان کی کتاب تقدس کا ایک نمایاں باب ہے"[27]

آپ نے مصنفہ کے اس کام کی اہمیت پر اس طرح روشنی ڈالی ہے: "اس کام کی اہمیت اس وجہ سے مزید بڑھ جاتی ہے کہ یہ اپنے موضوع پر منفرد تصنیف ہے۔ میری معلومات کی حد تک اب تک اس موضوع پر کسی زبان میں کوئی کام نہیں ہوا ہے"۔[28]

ڈاکٹر اکرم ندوی نے اس موضوع پر تحقیق مزید کی دعوت دیتے ہوئے لکھا ہے: "اس میں شک نہیں کہ یہ کوشش محض ایک چھوٹا سا قدم ہے، مزید جستجو کی ضرورت ہے، تاکہ علمی دنیا میں خواتین کے کاموں کا صحیح حجم معلوم ہو سکے"۔[29]

ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی نے خواتین کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

"علم کی نسل در نسل منتقلی میں خواتین نے اہم کردار نبھایا ہے۔ علوم و فنون اور خاص طور پر اسلامی علوم کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو خواتین کا مرہونِ منت نہ رہا ہو۔ البتہ جہاں تک علوم اسلامیہ میں تالیف و تصنیف کا معاملہ ہے، اس سلسلے میں خواتین بہت پیچھے رہی ہیں"[30]

اس کے بعد مصنفہ نے پیش لفظ میں موضوع کی اہمیت اور اپنے منہج تحقیق کا خلاصہ نقل کیا ہے۔ آپ نے واضح کیا ہے کہ "اس جائزہ کو کسی عہد کے ساتھ مخصوص نہیں کیا گیا ہے، بلکہ اس میں عہد رسالت سے عہد حاضر تک کے تمام ادوار کو شامل کیا گیا ہے۔ ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ خواتین کی خدمات تک رسائی ہو سکے اور ان کا تذکرہ کیا جا سکے"[31]

کتاب چھ (6) ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول تاریخ تفسیر پر ایک اجمالی نظر کے عنوان سے ہے۔ اس میں علم تفسیر کے آغاز وارتقاء، لفظی واصطلاحی تعریف، اس کی اہمیت وضرورت اور مآخذ تفسیر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مباحث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد حسین ذہبی کی "التفسیر والمفسرون" خصوصی طور پر مصنفہ کے پیش نظر رہی ہے۔ مناسب ہوتا کہ باب کے اختتام پر اس کا حوالہ بھی نقل کیا جاتا۔

دوسرا باب صدر اول میں خواتین کی تفسیری خدمات کے عنوان سے ہے۔ اس میں تین فصلیں ہیں: فصل اول میں ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ، حفصہ، ام سلمہ، ام حبیبہ اور سودہ رضی اللہ عنہن اجمعین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں ان کا سوانحی خاکہ، فضائل اور ان سے منقول تفسیری روایات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہر ایک کے بعض نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں۔ دوسری فصل میں 15 صحابیات کا اجمالی خاکہ، فضائل اور ان سے منقول تفسیری روایات میں سے کچھ کا بیان ہے۔ فصل ثالث میں 12 تابعیات کی تفسیری روایات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب کا سب سے طویل باب ہے جو تقریبا سو (100) صفحات پر مشتمل ہے۔

تیسرا باب مابعد ادوار میں خواتین کی قرآنی خدمات کے عنوان سے ہے۔ اس میں دوسری صدی ہجری سے لے کر تیرہویں صدی ہجری تک کی خواتین کی قرآنی خدمات زیر بحث آئی ہیں۔ مصنفہ نے شروع میں یہ وضاحت کر دی ہے کہ "کتب سوانح میں صرف تیسری صدی میں کسی ایسی خاتون کا نام نہ مل سکا، جس نے قرآن پر کسی پہلو سے کام کیا ہو"۔[32] اس ضمن میں دوسری صدی سے تیرہویں صدی تک ہر صدی میں بالترتیب تین، دو، ایک، پانچ، آٹھ، پانچ، گیارہ، ایک، دو، دو، تین یعنی کل 43 خواتین کی قرآنی خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

باب چہارم دور جدید میں عالم عرب اور مسلم ممالک میں تفسیر اور علوم قرآنی میں صاحب تصانیف خواتین کے عنوان سے ہے۔ واضح رہے کہ عالم عرب کی صاحب تصانیف خواتین کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: وہ خواتین جنہوں نے پورے قرآن کی تفسیریں لکھیں ہیں اور ان کی اشاعت بھی ہو چکی ہے۔ اس فہرست میں زینب غزالی، فارس الشمری، فاطمہ کریمان حمزہ اور نائلہ ہاشم صبری کا نام شامل ہے۔ وہ خواتین جنہوں نے کسی سورہ، پارہ یا محض کچھ آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔ وہ خواتین جنہوں نے کسی قرآنی موضوع پر تصنیف وتالیف کا کام کیا ہے۔ اس باب میں کل 37 خواتین کی قرآنی خدمات کا تذکرہ ہے۔ مصنفہ نے وضاحت کی ہے کہ موضوع کی وسعت کی بنا پر عین ممکن ہے کہ موجودہ دور میں قرآنیات میں خواتین کی بہت سی تصانیف کا احاطہ نہ ہو سکا ہو۔

پانچواں باب برصغیر ہند وپاک میں تفسیر وعلوم قرآنی میں صاحب تصانیف خواتین کے عنوان سے ہے۔ اس میں ہندوستان میں مغل سلطنت کے استحکام سے لے کر عصر حاضر تک کی 39 خواتین کی قرآنی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور قرآنیات پر ان کی تصانیف کا بھی اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ آخر میں ان خواتین کی فہرست نقل کر دی گئی ہے جن کے اسماء تو مختلف کتب میں ملتے ہیں لیکن مصنفہ کی تلاش بسیار کے باوجود ان کے حالات تک رسائی نہ ہو سکی۔

برصغیر کی خواتین کی قرآنی خدمات کے ضمن میں بعض ایسی تصانیف کا ذکر بھی آیا ہے جسے ایک نظر دیکھنے اور ان سے استفادہ کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً سیدہ فاطمہ زہرا کی "تعارف القرآن"، شمیمہ محسنہ کی "عورت قرآن کی نظر میں"، رفعت اعجاز کی تفسیر "مفہوم القرآن سات جلدوں میں" امۃ الکریم بیگم اسحاق کی "تجلیات قرآن کے چند عجائبات" صفیہ اقبال کی "سائنس اور قرآن" مرضیہ عارف کی "قرآنی قسموں کا ادبی وسائنٹفک جائزہ" ہادیہ شامخات کی "کلید الفاظ قرآنی" وغیرہ۔

باب ششم دیار مغرب میں خواتین کی قرآنی خدمات کے عنوان سے ہے_ ان میں گیارہ خواتین کی قرآنی خدمات کا تذکرہ ہے۔

اسلام میں تعلیم کی اہمیت اور خواتین کا کردار[33]

ڈاکٹر نجمہ سلطانہ کو حال ہی میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی بھارت نے پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی ہے۔ انہوں نے اپنا مقالہ "مسلم خواتین کا تعلیمی موقف" پر اپنا مقالہ لکھا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب اس لیے اہمیت کی حامل ہے کہ خواتین کی اہمیت کو اسلام کے منشا کے مطابق قلمبند کرنے کا کارنامہ ایک مذہبی حسیت رکھنے والی خاتون ہی کر سکتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محترمہ نے کس جانفشانی اور محنت سے یہ کام انجام دیا ہے اور وہ بھی حوالوں کے ساتھ۔ آپ قابل تعریف ہیں اور اجر و ثواب کی مستحق بھی۔ آج کے دور میں جب کہ عورتوں پر مظالم کچھ زیادہ ہی ہمیں اخباروں میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔

یہ 118 صفحات پر مشتمل کتاب ہے جو اردو اکیڈمی تلنگانہ اسٹیٹ کے جزوی مالی اعانت سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں جملہ 9 مضامین پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

1. عہد رسالت ﷺ کی متحرک خواتین
2. اسلام میں تعلیم کی اہمیت
3. اسلامی تعلیمات کے فروغ میں خواتین کا کردار
4. غزوات نبوی ﷺ میں خواتین کا کردار
5. خواتین کے علمی کارنامے
6. اسلام میں تعلیم نسواں کا تصور
7. اسلام میں لڑکیوں کی تعلیم کی اہمیت
8. خواتین کی علمی ادبی سماجی خدمات
9. بعض اہم مصادر و مراجع" اور بہت اہم موضوعات شامل ہیں۔

مصنفہ نے اس کتاب کا انتساب اپنے والدین کے نام کیا ہے جو ان کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ یقیناً جو والدین کی دعائیں لیتے ہیں وہ زندگی کے ہر شعبہ میں سرفراز ہوتے ہیں۔ آغاز سخن میں فرماتی ہیں کہ "تعلیم ایک سفینہ کی طرح ہے جس میں قوموں کی تقدیر اور مستقبل سفر کرتا ہے۔ اس کشتی کو دریاؤں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا"۔ واقعی سچ بات کہی یہ ایک بصیرت افروز نصیحت ہے 'ایک خاتون کے لئے گھر کی ذمہ داریوں کو نپٹاتے ہوئے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرنا اور اس طرح کی تخلیق کو عملی جامہ پہنانا واقعی تعریف کے قابل بات ہے۔ اور جگہ جگہ آپ نے قرآنی آیات پیش کر کے بہترین رہنمائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں علم رکھنے والے بندے اللہ سے ڈرتے ہیں اور فرماتی ہیں قرآن میں جگہ جگہ حرکت و عمل کی تاکید آئی ہے۔ اور ایک جگہ صفحہ نمبر 8 پر رقم طراز ہیں کہ علم سے مراد "قرآن و حدیث کا علم ہے۔ قرآن میں اس کو علم سے تعبیر کیا گیا ہے اور

ان کے حاملین کو علماء اور دیگر چیزوں کا علم جو انسان کسب معاش کے لئے حاصل کرتا ہے وہ سب فن ہیں اور صنعت و حرفت ہیں"۔ بالکل سچ ہے، قارئین کے لیے بہترین علمی معلومات کا خزانہ ہے۔ جب کہ آپؐ نے فائدہ دینے والے علم کے لئے دعا فرمائی اور نقصان دینے والے علم سے پناہ چاہی ہے۔ اس طرح صفحہ نمبر 12 پر فرماتی ہیں کہ ماضی میں بھی یونانی منطق اور فلسفہ نصاب میں شامل تھے، ریاضی، طب اور نجوم وغیرہ بھی۔ مسلمانوں میں ان علوم کے بڑے بڑے ماہرین اور فضلا پیدا ہوئے ہیں۔ بنیادی طور پر ایمان کا درجہ علم کے بعد آتا ہے۔ پہلے کسی بھی چیز کا علم ہوتا ہے اور بعد میں اس پر ایمان لایا جائے۔

اسی طرح صفحہ نمبر 21 پر رقمطراز ہیں کہ

بہت سی صحابیاتؓ بھی طب کے کام سے واقف تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب آپؐ بیمار ہوتے تو اطباء عرب آتے تھے میں ان کے نسخے یاد کر لیا کرتی تھی۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ "میں نے کسی کو حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر ماہر طب نہیں پایا"۔ اس طرح خواتین کے علم اور فن کی اہمیت آپؐ کے زمانے سے ہی ہے۔ اور حضرت ام سلیمؓ خنجر بنانا جانتی تھیں تاکہ اپنی حفاظت کر سکیں۔[34] اور خواتین آپؐ کے دور میں جنگ سے پہلے فوج میں اپنی موجودگی سے مجاہدوں، جنگجوؤں اور سورماؤں کا حوصلہ بڑھاتی تھیں اور ان کی مردانگی کو جگاتی تھیں۔ اس طرح عورتیں بھی سماج کا ایک بہترین حصہ ہیں۔ اس سے ہر ایک خاتون کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔

اور اسی طرح حضرت خدیجہؓ کی تجارت تھی جس میں آپؐ برابر کے شریک تھے۔ حضرت خدیجہؓ کی ایک بہن تھیں۔ حضرت ہالہؓ جو چمڑے کی کھال کی تجارت کرتی تھیں۔ حضرت زینبؓ ابو مسعود انصاری کی زوجہ تھیں ان کے شوہر بھی مسکین تھے لہٰذا وہ بھی اپنے ہاتھ کی کاریگری سے چیزیں بنا کر فروخت کرتی تھیں اور اپنے شوہر اور دوسرے زیر کفالت لوگوں کا نفقہ اٹھاتی تھیں۔[35]

مصنفہ کی تحریروں میں زبان و بیان کا رچاؤ اور اظہار کی دلبستگی پائی جاتی ہے اور بہترین کتاب آپ نے تحریر کی ہے آپ قابل مبارکباد ہیں یہ کتاب پڑھنے سے یہ شعر یاد آتا ہے۔

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ　　　　اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں[36]

ڈاکٹر نجمہ نے اس کتاب میں قرآن اور حدیث کی کتابوں کے علاوہ بہت سی معتبر کتابوں کے حوالے دیئے ہیں اور بہت محنت سے کام کیا ہے۔ ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: "سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی"، "رسول اکرم اور خواتین مولانا ڈاکٹر لیسین مظہر صدیقی"، "تذکرہ صحابیات"، "سیرت ابن ہشام"، "طبقات ابن سعد"، "تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین۔ طالب الہاشمی"، "اسوہ صحابیات"، "اعلام النساء"، "سیرت صحابیات"، "الدرالمنشور"، "الاعلام"، "شذرات الذھب"، "مسلم خواتین کی تعلیم"، "تہذیب التہذیب"، "تذکرۃ الحفاظ"۔

اس طرح یہ کتاب ایک انمول تحفہ ہے خواتین کے لئے اور مرد حضرات کے لئے بھی معلومات کا خزانہ ہے اور صفحہ نمبر 71 پر رقمطراز ہیں:

> قرآن مجید کے سورت القلم میں آپؐ کو جب بھی موقع میسر آتا آپؐ مسلمانوں کو لکھنے کی تعلیم دیتے، آپ کبھی بھی تعلیم کے متعلق کسی بھی موقع کو ضائع نہیں کرتے اور تعلیم کو دوسرے کاموں پر ترجیح دیتے۔
> غزوہ بدر کے موقع پر جب قریش کے لوگوں کو قیدی بنالیا گیا تھا، ان قیدیوں کے بارے میں لوگوں کو یہ

معلوم تھا کہ یہ لوگ لکھنا جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان قیدیوں کو رہا کرنے کا فدیہ مقرر کیا کہ قیدی مسلمانوں کے دس بچوں کو لکھنا سکھادیں' اس وقت عہد رسالت ﷺ میں بہت معاشی تنگی تھی۔ آپ ﷺ چاہتے تو قیدیوں کو رہا کرنے کا معاوضہ طلب کرتے تو معاشی سدھار ہو جاتا مگر آپ ﷺ نے علم کی اہمیت کو زیادہ اہم سمجھا 'کتاب سیکھنے اور سکھانے کے عمل کی ترغیب دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو مردوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ عورتوں کو بھی کتابت سیکھنے پر ابھارا"۔ اب حالات اتنے افسوس ناک ہوگئے ہیں کہ لوگ لکھنا تو دور کی بات لوگ مطالعہ سے بھی دور ہوگئے۔ اس طرح حضرت ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ "میں نے لوگوں میں سے کسی کو حضرت عائشہؓ سے زیادہ ماہر قرآن نہیں دیکھا[37]

اس طرح طالب ہاشمی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "حضرت ام سلمہؓ پختہ عقل اور صاحب رائے خاتون تھیں"۔ اب ہمارے معاشرے میں لوگ ہر کسی سے رائے طلب کرتے ہیں شخصیت کو بھی دیکھ کر رائے طلب کریں۔

اس طرح صفحہ 91 پر رقمطراز ہیں کہ

زیب النساء مخفی سلطان اورنگ زیب کی دختر تھیں مخفی تخلص کرتی تھیں' بلند پایہ شاعرہ تھیں انہوں نے متعدد کتابیں بطور یادگار چھوڑیں۔[38]

بی بی صالحہ (مترجمہ کتب) تصنیف اگرچہ ایک مشکل عمل ہے اپنے خیال کو جامہ پہنانا معمولی بات نہیں مگر ترجمہ اس سے دشوار تر معاملہ ہے مگر یہ خاتون کی صلاحیت تھی کہ باوصف اور علم کی شہسوار تھیں بلکہ فقہ جیسے مشکل فن میں تحریر کردہ کتب کا بھی ترجمہ کیا کرتی تھیں۔

جہاں آراء بیگم یہ خاتون شہنشاہ جہانگیر کی پوتی اور شاہجہاں کی بیٹی تھیں۔ انہوں نے "مونس الارواح" نامی ایک کتاب لکھی جو حضرت سلطان الہند کے حالات و تذکرہ پر مشتمل ہے۔ صغریٰ بیگم اس خاتون نے 13 کتابیں لکھنے کی سعادت حاصل کی۔ "خاتون عہد عثمانی" "گلشن عہد شاہ جہانی کی صاحب دیوان شاعرہ تھیں' اردو فارسی کی قادرالکلام شاعرہ تھیں' دونوں زبانوں میں ان کے دیوان دستیاب ہیں۔ عابدہ رام پور کی اس شہزادی نے اردو شاعری میں دیوان کے علاوہ مثنوی بھی لکھی تھی۔ لیلیٰ بنت طریف یہ خاتون اتنی بہادر تھیں کہ اپنے بھائی کی ہلاکت کی خبر ملتے ہی اس نے زرہ پہنی اور ہتھیار سجائے اور شاہی فوج پر حملہ کردیا' شاہی فوج درہم برہم ہوگئی۔ اس خاتون نے ایک مرثیہ لکھا۔ اکثر علمائے ادب اس کو چشم ادب سے دیکھتے ہیں۔ بی بی امامہ یہ خاتون عربی شعر و ادب میں اونچا مقام رکھتی تھیں اور عالم اسلام میں ان کی سحر البیانی کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ بی بی عائشہ عباسیہ آپ کو شعر و شاعری سے شغف تھا اونچے درجہ کی شاعرہ تسلیم کی جاتی تھیں۔ ان کے اشعار بہت سلیس لیکن نہایت عالمانہ ہوتے تھے۔ بی بی موزنہ یہ خلیفہ کے حرم میں کنیزہ تھیں۔ نہایت خوش الحان شاعرہ تھیں خلیفہ عبدالرحمن اکثر آپ کے اشعار آپ کی زبان سے سنتا اور محظوظ ہوتا تھا۔ چنانچہ خلیفہ نے آپ کو اپنا ذاتی معتمد (سیکرٹری) بنالیا تھا۔ (تاریخ اسپین کانڈے) بی بی فاطمہ بنت زکاریہ الزبیری۔ صرف' نحو' ادب اور دیگر علوم مروجہ میں آپ کو تبحر اور درجہ کمال حاصل تھا اور ایک اعلیٰ نثر نگار تھیں (تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین) بی بی عائشہ بنت احمد۔ مورخ ابن حیانؒ کا بیان ہے کہ اندلس کی

خواتین میں کوئی عورت علم و فہم اور شعر و ادب میں اس باکمال خاتون کے برابر نہ تھی۔ آپ کو فن کتابت (خوشنویسی) عجیب دسترس حاصل تھی۔ آپ نے بے شمار کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھیں۔ علماء اندلس نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔
سیدہ اختر: آپ کا اصل نام: سید سردار بیگم، تخلص اختر۔ خوش گو شاعرہ تھیں۔ ان کے کلام پر علامہ اقبالؔ کا گہرا اثر ہے۔ نظم گو شاعرہ تھیں ان کی مشہور نظمیں وطن کا سپاہی، تحفہ علم وغیرہ۔ لطیف النساء امتیاز: تقریباً تمام اصناف غزلیات قصائد مخمس مثمن مسدس رباعی قطعہ مثنوی اور مناقب ملتے ہیں ان کے دیوان میں 184 غزلیں ہیں (اردو ادب میں خواتین کا حصہ) ماہ لقا بائی چنداؔ: صاحب دیوان شاعرہ تھیں۔ مطالعہ کا بے حد شوق رہنے کی بناپر ان کا کتب خانہ علم و فن کی کتابوں سے بھرا پڑا رہتا تھا اس کے علاوہ فن موسیقی سے بھی دلچسپی تھی۔ انہوں نے شاعری میں تصوف، اخلاق اور نصیحت آمیز مضامین بھی لکھے ہیں۔
بہر حال اس کتاب کی مصنفہ قابل تعریف ہیں اور یہ کتاب ہر گھر میں خواتین کے زیر مطالعہ ہونی چاہئے تاکہ اس کو پڑھنے کے بعد خواتین کو بھی ایک تحریک ملے، وہ بھی دین و سماج کی اور اپنے خاندان کی بھلائی کے لئے کچھ کر سکیں۔

ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات

مقالہ نگار: ناہید ظفر
نگران مقالہ: پروفیسر شیث اسماعیل اعظمی
ادارہ: ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نیو دہلی، بھارت

مذکورہ مقالے میں اصل عنوان سے پہلے پانچ ابواب اور شامل کئے گئے ہیں باب اوّل کے تحت "اسلام میں خواتین کی حیثیت" پر اجمالی نظر ڈالی گئی ہے۔ ابتداء میں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ عہد جاہلیت کی عورت کس طرح تمام حقوق سے محروم ذلت ورسوائی کی زندگی گزار رہی تھی اور پھر اسلام نے کون سے بے شمار حقوق دے کر اس کا وقار بلند کیا اور عہد جاہلیت کے برعکس ایک قابل قدر و لائق احترام ہستی بنادیا۔ یہ فخر بھی اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے علم کے دروازے مرد و عورت دونوں کے لئے کھول دئے۔ جہاں اس مردوں کو تعلیم حاصل کرنے کی تلقین کی وہیں عورتوں پر بھی اسے لازم قرار دیا۔
باب دوم میں "ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد" کا سرکاری جائزہ لینے کے ساتھ ہند پر مسلمانوں کے حملے کی وجوہات بھی بیان کی گئی ہیں نیز محمد بن قاسم سے لے کر آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر تک کی تاریخ پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ مسلم حکومت جو 1193ء میں محمد غوری نے پرتھوی راج کو شکست دے کر قائم کی اس کی وفات کے بعد مختلف خاندانوں یعنی خاندان غلاماں، خلجی خاندان، رسید اور لودی خاندان کے دور حکومت سے گزرتی ہوئی آخر میں خاندان مغلیہ کے ہاتھوں میں آگئی۔
باب سوم "ہندوستانی مسلم معاشرے میں خواتین کی حیثیت" کا احاطہ کرتا ہے، یہاں مختصر یہ بتایا گیا ہے کہ ہندوستانی تاریخ کے مختلف ادوار میں معاشرہ عورت کو کس نگاہ سے دیکھتا تھا اور اسے سماج میں کیا مقام حاصل تھا، نیز ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے بعد اس کی حالت میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں؟
باب چہارم کے تحت "عہد وسطی میں مسلم خواتین کے تعلیمی نظام" پر روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس عہد میں خواتین کی تعلیمی حالت کیسی تھی؟ طریقہ تعلیم کیا تھا؟ تعلیم نسواں کے بارے میں لوگوں کے کیا خیالات تھے؟ نیز سلاطین و بادشاہوں نے تعلیم نسواں کے میدان میں کیا کارنامے انجام دے؟

باب پنجم "انیسویں صدی میں مسلمان خواتین میں تعلیمی فروغ" کی بابت معلومات فراہم کی گئی ہیں، یعنی اس عہد میں ہوئی تعلیمی ترقی، اس کے لئے ہوئی کوششوں، جدوجہد اور تحریکوں کو سامنے لایا گیا ہے۔ نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گذرتے وقت اور حامیان تعلیم نسواں کی کوششوں سے تعلیم نسواں کس طرح ترقی کے منازل طے کرتی ہوئی انتہائی بلندیوں پر پہنچ گئی۔ اور لوگوں نے اس کے لئے کتنی پریشانیوں اور دقتوں کا سامنا کیا۔ مشنریوں اور ان کی خواتین کے زبردست کارناموں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

باب ششم "ہندوستانی مسلم خواتین کی علمی خدمات" جو کہ اس تحقیقی مقالہ کا اصل موضوع ہے، اس میں حتیٰ الامکان کوشش کی گئی ہے کہ ہند میں مسلم خواتین کے ذریعہ کی گئی علمی خدمات کا جائزہ لیا جائے۔

تحقیق کا عہد چونکہ عہد سلطنت تا 1947ء طے پایا تھا اس لئے ہر طرف سے چشم پوشی کر کے اس عہد کا مطالعہ کیا گیا۔ ہر عہد میں دیکھا یہ گیا کہ خواتین کی خدمات کا ایک بڑا حصہ شاعری پر منحصر ہے یوں تو خواتین نے ہر موضوع پر شاعری کی ہے لیکن چونکہ ہمارا موضوع "علم" تھا اس لئے عشقیہ روحانی اور جذباتی کلام سے قطع نظر مذہبی، اصلاحی، قومی وملی اور پیغامی علمی وادبی شا عری کو ہی شامل کیا گیا ہے۔ نیز بازاری خواتین (طوائفوں) کے کلام کو بھی جگہ نہیں دی گئی۔

شاعرات کے علاوہ بڑی تعداد افسانہ نگار، ناول نگار خواتین کی بھی نظر آئی، اس سے اندازہ ہوا کہ خواتین نے نثر کے میدان میں بھی اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے ہیں۔ اس کے علاوہ خواتین نے مفید وعلمی کتابیں بھی تصنیف کیں اور اسکول ومدارس بھی قائم کئے۔ کتابیں تصنیف کرنے والی خواتین کی بھی ایک طویل فہرست ہے اور اسکول ومدارس قائم کرنے والی بے شمار خواتین کا اس مقالہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

دوران تحقیق جب پرانے رسائل وجرائد جو بھی دستیاب ہو سکے جیسے عصمت، تہذیب، نسواں، خاتون، مسلمہ، سہ ماہی منہاج وغیرہ کا مطالعہ کیا گیا تو اس بات کا بھی انکشاف ہوا کہ خواتین مضمون نگاری میں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہیں انہوں نے تقریبا ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے جس میں تعلیم، بالخصوص تعلیم نسواں، حفظان صحت، امور خانہ، پرورش تربیت اطفال، مفید معلومات، ادب انشاء جیسے بے شمار موضوعات تھے لیکن ہمارا موضوع "علم" تھا اس لیے "تعلیم" سے متعلق مضامین کی تلخیص بیا ن کی گئی ہے نیز تعلیم کی بابت خواتین کی مفید تقاریر تجاویز کو بھی جگہ دی گئی ہے۔

طے شدہ عہد کے پیش نظر اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ صرف انہی خواتین کے کلام کو شامل کیا جائے جو اس عہد سے متعلق ہیں۔ لیکن مقالہ میں کچھ ایسی خواتین بھی زیر بحث لائی گئی جو 1947 کے بعد تک حیات رہیں۔ ان حالات میں مذکورہ خواتین کا صرف 1947 تک کا ہی کلام شامل کیا گیا ہے۔

یوں تو مختلف عہد میں ہمیں ایسی متعدد خواتین نظر آئیں گی جن کے کلام اور خدمات کو توصیفی نظروں سے دیکھا جائے گا جیسے مغل عہد میں گلبدن بیگم جہاں، آرام بیگم، زیب النساء وغیرہ کے کارنامے قابل تعریف ہیں نیز دور جدید میں بھی کئی خواتین اس خوبی کی حامل نظر آتی ہیں اور کی علمی خدمات اس لائق ہیں کہ انہیں سراہا جائے۔ لیکن عہد جدید میں سرفہرست بیگمات بھوپال نظر آتی ہیں۔ انہوں نے تعلیم اور تعلیم نسواں کے لئے جو کچھ کیا ان حالات میں غیر معمولی کام ہے۔ خصوصا نواب شاہ جہاں بیگم اور نواب سلطان جہاں بیگم کی علمی خدمات تو اس لائق ہیں کہ انہیں خراج عقیدت پیش کیا جائے۔

خلاصہ بحث

- علوم اسلامیہ کی تدوین میں دنیا بھر کی خواتین کی طرح برصغیر کی خواتین کی بھی بڑی خدمات شامل ہیں۔ جن میں مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی بیٹی زیب النساء، حیدر آباد دکن سے تعلق رکھنے والی محمود النساء بیگم ،انہوں نے آسان ترجمہ و تفسیر قرآن مجید دو جلدوں میں تحریر کیا جو کہ اپنی الگ پہچان رکھتا ہے۔
- ریاست بھوپال کی حکمران نواب سکندر جہاں بیگم نے شیخ احمد داغستانی سے ترکی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کروایا۔ ان کی صاحبزادی اور جانشین نواب شاہ جہاں بیگم نے محمڈن اینگلو اورینٹل کالج علی گڑھ کا بھرپور مالی تعاون کیا۔ انہوں نے مولانا جمال الدین وزیر ریاست بھوپال سے پشتو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کروایا۔[39] انہوں نے ایک کتاب مدارج القرآن کے نام سے تصنیف کی تھی جو 1935ء بھوپال سے شائع ہوئی تھی۔
- رانی گل بدن بیگم نے سورۃ یوسف کی یہ تفسیر عربی متن اور ترجمہ کے ساتھ اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ یہ تفسیر ابتداء میں اورینٹل کالج میگزین، پنجاب یونیورسٹی لاہور سے شائع ہوتی رہی تھی۔ بعد میں 1933ء کو لاہور سے ایک کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔
- بیگم نور محل ایک بنگالی خاندان حاتم خاں راج شاہی سے تعلق رکھتی تھیں۔ انہوں نے تیسویں سپارے کا منظوم ترجمہ کیا تھا۔ یہ منظوم ترجمہ قرآن مکل" کے نام سے 1940ء میں کوہ نور الیکٹرانک پریس، چٹاگانگ سے شائع ہوا۔
- ندیم سحر عنبرین نے خواتین اور خدمات قرآن کے نام سے مقالہ لکھا اور جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔
- ڈاکٹر نجمہ سلطانہ صاحبہ کی کتاب ”اسلام میں تعلیم کی اہمیت اور خواتین کا کردار" تحریر کی اس کتاب میں 9 مضامین پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ عہد رسالت ﷺ کی متحرک خواتین، اسلام میں تعلیم کی اہمیت، اسلامی تعلیمات کے فروغ میں خواتین کا کردار، غزوات نبوی ﷺ میں خواتین کا کردار، خواتین کے علمی کارنامے، اسلام میں تعلیم نسواں کا تصور، اسلام میں لڑکیوں کی تعلیم کی اہمیت، خواتین کی علمی ادبی ساجی خدمات، بعض اہم مصادر و مراجع“ اور بہت اہم موضوعات شامل ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی بھارت سے پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لیے انہوں نے اپنا مقالہ "مسلم خواتین کا تعلیمی موقف" کے عنوان لکھا۔
- سید سردار بیگم نام، تخلص اختر۔ خوش گو شاعرہ تھیں ان کے کلام پر علامہ اقبال کا گہرا اثر ہے۔ نظم گو شاعرہ تھیں۔ تقریباً تمام اصناف غزلیات قصائد مخمس مثمن مسدس رباعی قطعہ مثنوی اور مناقب ملتے ہیں ان کے دیوان میں 184 غزلیں ہیں صاحب دیوان شاعرہ تھیں۔ مطالعہ کا بے حد شوق رکھنے کی بناپر ان کا کتب خانہ علم و فن کی کتابوں سے بھرا پڑا رہتا تھا اس کے علاوہ فن موسیقی سے بھی دلچسپی تھی۔ انہوں نے شاعری میں تصوف، اخلاق اور نصیحت آمیز مضامین بھی لکھے ہیں۔

References

1 Al-Naḥal 16: 89.
2 Banī Isrāaīl 17: 12.
3 Aslam Jīrāj Pūrī, Khawātīn(Dehlī: Sangham Kitāb Ghar Urdu Bāzār), 33.

4 Shiblī Nu'mānī, Maqālāt Shiblī (A'zam Ghaṛh: Dār al-Muṣanfīn Shiblī Academy, 2007), 5: 4.
5 Urdu Dāera al-Ma'ārf al-Islāmiyah (Lahore: 1973), 10: 39.
6 Dr. ẓafar Islām, 'Ahad Wusṭā k Hindūstān kī Fārsī Tafsīrīn. Ik T'ārfī Muṭāl'ah,'Ulūm Ul-Qurān (1985), 133.
7 Dr. 'Alāu Al-Dīn Khān, 'Ahd Aurngzaib mai 'Ulamā kī Khidmāt ('Azam Ghaṛh: Dār al-Muṣanfīn Shiblī Academy), 173, 174.
8 Abdul Ṣamad Ṣārim Al-Azharī, Tārīkh Al-Tafsīr (Lahore: Idārah 'ilmiyah, 1966),8.
9 Dr. Ijāz Fārūq Akram,"Barṣghīr mai Muṭāl'ah Qurān tarājam wa Tafsīr",Fikr o Nazar36,no.3, 87, 88.
10 Pūrī,Khawātīn, 229-236.
11 Dr. Muhammad Ilyās Al-A'ẓmī,Āthār Shiblī(A'ẓam Gaṛh: Dār al-Muṣanfīn Academy), 142.
12 Muhammad Mujīb Al-Raḥmān, "Bangālī Tarājim wa Tafāsīr Qurān,"Ūlūm al-Quran Alī Gaṛh9, no.1 (1994), 117.
13 Akram, "Barṣghīr mai Muṭāl'ah Qurān tarājam wa Tafsīr"87.
14 Mujīb Al-Raḥmān, "Bangālī Tarājim wa Tafāsīr Qurān", 117.
15 Maḥmūd Al-Nisā Baigam, Asān Tarjah wa Tafsīr Qurān (India:),1: 9.

16 Fuṣilat41: 26.

17 Dr. Muhammad Tariq Ayoub Nadvi, https://www.baseeratonline.com/69998

18 Al-Baqrah 2: 146.
19 Al-Mudathir74: 18-25.
20 Al-Ḥajar 15: 9.
21 Baigam, Asān Tarjamah wa Tafsīr Qurān, 20.
22 Secretary Taṣnīfī Academy Jamā't Islāmī Hind Nai Dehlī.
23 Ṣadar Sh'ubah 'Ulūm Islāmiyah, Nai Dehlī.

24 Hidayat Publisher & Distrybeautors , new dehli, 2019
25 Dean Cambridge Islamic College.
26 Secretary Taṣnīfī Academy Jamā't Islāmī Hind Nai Dehlī.
27 Nadīm Seḥar 'Anbrīn, Khwātīn aur Khidmat Quran (Nai Dehlī: Hidāyat Publisher, 2019), 18.
28 Anbrīn, Khwātīn aur Khidmat Quran, 19.
29 Anbrīn, Khwātīn aur Khidmat Quran, 20.
30 Anbrīn, Khwātīn aur Khidmat Quran, 24.
31 Anbrīn, Khwātīn aur Khidmat Quran, 29.
32 Anbrīn, Khwātīn aur Khidmat Quran, 142.
33 Anbrīn, Khwātīn aur Khidmat Quran, 24.

34 Imām Muslim, Ṣaḥīḥ Muslim, 2: 116.
35 Islām Mai Ta'līm kī Ahmiyat aur Khawātīn kā kirdār(Talngānah: Urdu Acadmey), 121.

36. 2nd Edition, urdu academy, Talgana Estate

37 Allāma Iqbāl, Kulyāt-e-Iqbāl(Dehlī: Educational Publishing House, 2014), 556.
38 Islām Mai Ta'līm kī Ahmiyat aur Khawātīn kā kirdār, 71.
39 Islām Mai Ta'līm kī Ahmiyat aur Khawātīn kā kirdār, 91.
40 Al-Aẓhrī, Tārīkh Al-Tafsīr,